اثباتِ جرم میں طبِ نظری کی شرعی حیثیت

Sharī'ah Status of Pathology in Affirmation of Crime

فوزیہ نعیم*
ڈاکٹر حافظ مسعود قاسم**

Abstract

Islam lays down the principles of justice for successful social life. Islamic shariah has established an effective judicial system to ensure a successful social life. The study of the holy Quran and Hadith develops the conscience of a common Muslim to judge right from wrong. The need of a Qazi (judge) for arbitration arises in the event of dispute among individuals. In judicial proceedings arguments and evidence alongside proofs and witnesses are of prime importance. Advancement in medical science has developed the branch of pathology in which disease is diagnosed through the examination of human tissues, cells, urine, blood, saliva etc. ln the affirmation of crime pathology is very helpful. It helps to establish the affirmation or negation of crime through the examination of body fluids like urine, blood, saliva etc.In judicial system its well-known form is post-mortem which helps determine the cause of death. Besides this in rape cases the importance of pathology cannot be ignored. It is also helpful in the investigation of use of narcotics**.** This is investigation based on chemical analysis in which chances of error are minimal. That is why, in Islamic shariah, in the process of investigation of crime, an analogy has been drawn and pathology has been admitted as a genuine source of evidence. Today many judicial decisions are being made on the basis of medical science**.**

Keywords: Shariah, Qazi, Pathology, Crime, Medical Science

*اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جڑانوالہ
**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد

اسلام کامیاب معاشرتی زندگی کے لئے عدل و انصاف کے اصول بیان کرتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے کامیاب معاشرتی زندگی گزارنے کے لئے ایک مستحکم عدالتی نظام رائج کیا ہے۔ قرآن و حدیث کے مطالعہ سے ایک مسلمان اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق خود فیصلہ کرتا ہے۔ انسانوں کے درمیان بصورت تنازعہ قاضی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ عدالتی رجعت میں دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ گواہی و ثبوت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ جدید میڈیکل سائنس کی بدولت طب نظری کا شعبہ قائم ہوا ہے جہاں مرض کی تشخیص انسان کے ٹشوز، سیلز اور سیال مثلاً پیشاپ، خون اور تھوک وغیرہ کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اثباتِ جرم میں طب نظری کی بدولت مقتول یا ملزم کے سیال مادے مثلا پیشاپ، خون، تھوک وغیرہ کے ذریعے سے جرم کی توثیق و تردید میں معاونت لی جاتی ہے۔ عدالتی نظام میں اس کی مشہور صورت پوسٹ مارٹم ہے جس کی بدولت موت کی وجہ معلوم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ عصمت دری کے معاملات میں بھی طب نظری کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ نیز نشہ آوری کی تشخیص بھی اس کی مدد سے ممکن ہے۔ یہ ایک کیمیاوی طرزِ تشخیص ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں تحقیقِ جرم کے اثبات پر قیاس کرتے ہوئے طبِ نظری کی رعایت دی گئی ہے. اور صورتحال یہ ہے کہ آجکل بہت سے عدالتی فیصلے میڈیکل سائنس کی بنیاد پر ہی کئے جاتے ہیں۔

جرم کی تعریف:

"ہر وہ فعل یا کسی فعل سے انکار جس پر قانون فوجداری سزا مقرر کرے یا ایک ایسا فعل یا ترک فعل ہے جسے شریعت اسلامیہ نے واضح طور پر حرام قرار دیا ہے اور اس پر سزا مقرر کی ہے"[1] اس کام کا کرنا ہے جس کے کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ اور ہر ایسے کام کا نہ کرنا ہے جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ ان ممانعتوں کو شرعی قرار دینے سے اس جانب اشارہ مقصود ہے کہ جرم کے جرم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ شریعت نے اس کام کے کرنے سے منع کیا ہو۔ اس لئے ہر اس فعل کا ارتکاب جرم ہے جس کا کرنا حرام قرار دیا گیا ہو۔ اور اس کرنے پر سزا مقرر کی گئی ہو۔ اور ہر اس فعل کا چھوڑ دینا جرم ہے جس کا چھوڑنا حرام اور قابل سزا قرار دیا گیا ہو۔

جرم اور جنایت:

اکثر و بیشتر فقہاء جرم کو جنایت کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ "زبان کے لحاظ سے جنایت اس برے کام کو کہتے ہیں جو کوئی شخص انجام دے"[2] یعنی ایک شخص نے دوسرے کے خلاف برائی کا ارتکاب کیا: "اس سے مراد برائیوں میں سے صرف وہ برائی ہے جس کا ارتکاب قانون ممنوع ہے مگر اکثر فقہاء نے جنایت کا اطلاق صرف ان افعال پر کیا ہے جن سے جانی جان یا اعضاء تلف ہوتے ہیں۔ جیسے قتل کرنا، زخمی کرنا، مارنا اور حمل ضائع کرنا"[3] مگر شریعت اسلامیہ میں ہر جرم جنایت ہے خواہ اس پر جرمانے کی سزا ہو یا اس سے بھی زیادہ سزا مقرر ہو۔ اس لحاظ سے صرف قانونی مخالفت بھی شریعت میں جنایت ہی کہی جائے گی۔ "شریعت

---

[1] عودہ، عبد القادر، التشریع الجنائی الاسلامی، (مترجم: ساجد الرحمن کاندھلوی)، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ج ا، ص ۸۳

[2] مصباح اللغات، ص ۶۲، میر محمد کتب خانہ، کراچی، س ن، ص ۲۶

[3] ابن نجیم۔ البحر الرائق کوئٹہ: المکتبہ الماجدیہ، ج ۸، ص ۶۸۶

اسلامیہ اور جدید قانون میں اختلاف کی اصل بنیاد یہ ہے کہ شریعت ہر جرم کو جنایت قرار دیتی ہے۔ خواہ وہ کسی درجے کا ہو مگر قانون میں جنایت سے مراد بڑے جرائم ہیں"[4]

پتھالوجی:

پتھالوجی قدیم یونانی لفظ پتھاس (Pathos) سے ہے جس کے معنی ہے تجربہ یا کسی چیز سے متاثر ہوتا۔ لیکن یہ عام طور پر بیماریوں کا علم ہے اور یہ جدید میڈیکل سائنس میں سب سے بڑا تشخیصی شعبہ ہے:

"Pathology is a significant component of the causal study of disease and a major field in modern medicine and diagnosis"[5]

پتھالوجی کی اصطلاح اپنے معنوں میں بڑی وسعت رکھتی ہے جو کہ بیماریوں کی تشخیص کرتی ہے۔ ٹشو، سیلز، جسم کا مواد (یورن، خون، پیشاب، تھوک وغیرہ وغیرہ) کا تجزیہ کر کے بیماریوں کی تشخیص کرتی ہے اور یہ بعض بیماریوں کی پیشین گوئی بھی کرتی ہے مثلاً کینسر کی کئی اقسام وغیرہ اور جو کوئی پتھالوجی کی پریکٹس کرتا ہے اس کو پتھالوجسٹ کہتے ہیں۔

پتھالوجی کی اقسام:

جدید پتھالوجی کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

1. اناٹومیکل پتھالوجی میڈیکل سائنس کی طبی خاصیت ہے جس میں ہم بیاری کی تشخیص خوردبین، کیمیائی طریقے سے، انسان کی اپنی قوت مدافعت، مالیکیولز، ٹشوز اور تمام انسانی جسم کا معائنہ کیا کرتے ہیں اور اسی طرح انسانی جسم کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔
2. سائٹو پتھالوجی پتھالوجی کی ایک قسم ہے جس میں بیماری کی تشخیص سیلز کی مدد سے کی جاتی ہے۔ یہ عام طور پر کینسر کی تشخیص کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ دیگر بیماریوں کی تشخیص مثلاً اچھوتی بیماریوں اور جسم میں سوجن پیدا کرنے والی بیماریوں (تھائی رائیڈ، پھیپھڑوں کی جھلی، آنتوں کی جھلی دماغ کا پانی) کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔
3. ڈرماٹو پیتھالوجی، اناٹومی پتھالوجی کی ایک قسم ہے جو کہ جلدی بیماریوں کی تشخیص کے لئے استعمال ہوتی ہے۔
4. فرنزک پتھالوجی، پتھالوجی کی ایک قسم ہے جو کہ پوسٹ مارٹم کے ذریعے لاش اور اس کے بچے کھچے حصوں سے موت کی وجہ تشخیص کرتی ہے۔ پوسٹ مارٹم خاص طور پر فرنزک سپیشلسٹ کرتا ہے۔ فوجداری قوانین کی تفتیش کے لئے، جس میں لاش کی شناخت کی تصدیق بھی کی جاتی ہے۔ نیز اس میں زہر اور زہریلے مادوں کا کیمیائی تجز بھی کیا جاتا ہے اور انسانی جسم پر لگنے والی چوٹ کا بھی معائنہ کیا جاتا ہے۔
5. ہسٹو پتھالوجی انسانی اعضاء کے خوردبینی معائنے کو بیان کرتا ہے۔ اس میں آپریشن کینسر کی وجہ تشخیص کرنا اور موت کی تشخیص کی جاتی ہے۔
6. یہ اعصابی نظام کا مطالعہ ہے اس میں عام طور پر دماغ اور اس کے مختلف خلیوں کا آپریشن کے بعد یا پوسٹ مارٹم میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

---

[4] عودہ، عبدالقادر، التشریع الجنائی الاسلامی، مترجم ساجد الرحمن کاندھلوی، ج۱، ص ۸۳

[5] http://www.vocabulary.com/dictionary/pathology Retrieved at 12-03-2022, 10:00 P.M

7. پلمنری پتھالوجی پھیپھڑوں اور اس کی مختلف بیماریوں مثلاً کینسر اور پھیپھڑوں کی جھلیوں کی بیماریوں کی بھی تشخیص کی جاتی ہے۔
8. رینل پتھالوجی، پتھالوجی کی ایک قسم ہے جس میں گردے کے افعال اور اس کی بیماریوں کی تشخیص کی جاتی ہے
9. سرجیکل پتھالوجی میں کسی بھی جراحی عمل کے تحت نکالے گئے انسانی اعضا کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔
10. کلینیکل پتھالوجی میڈیکل کا ایک خاص شعبہ ہے جس میں بیماریوں کی تشخیص کا لیبارٹری میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً جسم کے مختلف محلول پیشاب خون تھوک وغیرہ اور اسی طرح جسم کے ٹشوز کا کیمیائی تجزیہ خوردبین کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ پتھالوجی کی اس قسم میں خون کا تجزیہ کیا جاتا ہے مثلاً خون کے سرخ اور سفید ذرات اور پلیٹ لیس اور ان کی کارکردگی کا تجزیہ کیا جاتا ہے
11. مالیکیول پتھالوجی جسم کی مختلف بیماریوں کا تجزیہ مالیکیولز کے تحت کرتا ہے مثلاً انسانی جسم کا سیال (خون، پیشاب، تھوک، پیٹ کا پانی یا دیگر اجزاء پانی وغیرہ) اور جسم کے مختلف ذرات کے ذریعے سے مالیکیول پتھالوجی عام طور پر کینسر اور چھوتی بیماریوں کی تشخیص میں مددیتی ہے۔
12. اورل اینڈ میکسی فیشل پتھالوجی عام طور پر منہ اور دانتوں کی بیماریوں کی تشخیص کرتی ہے جو کہ امریکن ڈینٹل ایسوی ایشن کی منظور شدہ ہے۔
13. سائیکو پتھالوجی عصبی اور نفسیاتی بیماریوں کا مطالعہ کرتی ہے۔اس کی دو قسمیں ہیں: ویٹرنری پتھالوجی (جانوروں کی مختلف بیماریوں کی تشخیص) اور فیٹو پتھالوجی (پودوں سے پیدہ کردہ بیماریوں کی تشخیص)۔[6]

اثباتِ جرم میں طب نظری (پتھالوجی) کا کردار:

اثبات جرم میں پتھالوجی کی مدد سے حاصل ہونے والے تحقیقی نتائج کو بطور شواہد پیش کیا جاتا ہے مثلاً جینیاتی ضابطہ حیات کے تحت آراین اے لحمیات کے اندر ایمائنو ایسڈ (amino acids) کی ترتیب کو اس طرح خاصیت دیتا ہے کہ ڈی این اے کے کوڈ کو نقل کر سکے۔ یہ نمونہ وہ طریقہ کار ہے جسے ٹرانسکرپشن کہتے ہیں۔ فرنزک کے سائنسدانوں نے ڈی این اے کو خون، انسانی منی، جلد تھوک اور بالوں میں تلاش کیا، جرم کے مقام سے جو کہ کسی بھی فرد کے ڈی این اے سے مطابقت رکھتا ہے، کے مطابق شناخت کیا گیا ہے۔ پہلے اسے DNA پروفلنگ کہا جاتا تھا لیکن اب اسے جنیٹک فنگر پرنٹنگ (Genetic Finger Printing) کہا جاتا ہے۔ کسی بھی ڈی این اے کی مطابقت شناخت کرنے کا انتہائی قابل اعتماد طریقہ کار ہے۔ 1984ء میں برطانوی سائنسدان سر ایلک جیفری نے اس کو دریافت کیا اور 1988ء میں قتل کے ایک خاص کیس شہادت کے طور پر استعمال کیا۔ فرنزک سائنس کی ترقی اور اس کی قابلیت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ شہادت کے لئے ایک دوسرے کے جینز خون، سکن، تھوک اور بال وغیرہ کو استعمال میں لاتے ہوئے شواہد اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ لاش کا کسی زندہ انسان کے ڈی این اے سے میچ کر کے نامعلوم لاش کی شناخت کی جاسکتی ہے۔ ڈی این اے کسی حادثے کا شکار ہونے والی لاشوں اور جسمانی اعضاء کے مختلف حصوں کی بھی تلاش کرتا ہے اور اسی طرح مختلف لاشوں کا ان کے افراد خانہ کے ڈی این اے سے میچ کر کے نامعلوم لاشوں کی

[6] http:// pathology-anatomy.missouri.edu/clinicalanatpathology.html

Retrieved at 12-03-2022, 10:23 P.M

شناخت کرتا ہے۔[7] حیاتیاتی ڈیٹا اور ڈی این اے کے ڈیٹا کی ہیر اپھیری، ڈیٹا کان کنی، تلاش میں بائیو انفارمیٹکس کافی حد تک عمل دخل ہے۔ ڈی این اے پرانے وراثتی اجزاء کو اکٹھا کرتا ہے اور اس کی ارتقائی تاریخ بتاتا ہے کہ اس اجسام کی تاریخ کتنی پرانی ہے۔ اس میدان میں ارتقائی حیاتیات ایک طاقتور آلہ ہے۔ بشریات اور حیاتیات کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔ قصاص و دیت کے مقدمات میں ریڈیالوجسٹ، پتھالوجسٹ، اور فرانزک سائنس کی رپورٹ عدالت میں میں ثانوی شہادت ہے ان تینوں کی رپورٹ پر حد و قصاص و دیت کا نفاذ نہیں ہو سکتا البتہ تعزیری سزا کا اجراء ہو سکتا ہے۔

پتھالوجی کا احاطہ:

پتھالوجی کی مدد سے مندرجہ ذیل جرائم ثابت ہو سکتے ہیں۔

1. Rape Case.
2. Beta H.C.G test for Pregnancy. Test).
3. D.N.A (Personal Identity)
4. Poisoning.
5. Blood Alcohol test.
6. Exhumation.
7. Death Cause.
8. Examination of Decomposed Bodies.[8]

اثبات جرم میں پتھالوجی کسی مجرم کے خون کا کیمیائی تجزیہ کر کے اس کا جرم ثابت کرتا ہے۔

اثبات جرم میں پتھالوجی کا کردار:

اثبات جرم میں جدید شہادتی میں پتھالوجی کی بہت اہمیت حاصل ہے۔ پتھالوجی بنیادی طور پر Diagnostic علم ہے۔ اسکے ذریعے خون کا کیمیائی تجزیہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً خون میں نشہ باز ہر خوانی اور زنا جیسی قبیح افعال خون کے کیمیائی تجزیہ سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر زنا کے بعد کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے تو خون کا Beta H.C.G Test کر کے پتا چل سکتا ہے کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں اور حمل کتنی دیر کا ہے۔ ذیل میں شرعی احکامات میں پتھالوجی کے کردار کی وضاحت کی جارہی ہے:

(1) شراب نوشی کی ممانعت اور حرمت قرآن پاک میں مذکور ہے۔

"يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[9] "اے ایمان والو بے شک شراب جوا، بت پانسے سب حرام میں پس تم ان سے بچنا کہ فلاح یاب ہو جاو۔ اگر کوئی

[7] https://www.ukessays.com/essays/criminology/the-pathology-of-crime-criminology, Retrieved at 02:10 A.M, 15-02-2022

[8] https://www.ukessays.com/essays/criminology/the-pathology-of-crime-criminology, Retrieved at 02:10 A.M, 15-02-2022

[9] المائدہ:۹۰

شخص نشے کی حالت میں پکڑا جائے اور دو گواہ شہادت دیں کہ انہوں نے اسے نشے کی حالت میں پایا اس وقت اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی تو اس ملزم پر حد جاری ہو گی امام شافعیؒ کے نزدیک محض نشے کی حالت میں کسی کا گرفتار ہونا اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں کہ اس نے شراب پی تھی اس لئے کہ ممکن ہے کہ اس نے شراب کا حصہ لیا ہو یا سے جبراً شراب پلا دی گئی ہو یا س نے غلطی سے شراب پی لی ہو"[10]

اور اگر دو گواہ موجود نہ ہوں تو اس کے خون کا کیمیائی تجزیہ کروایا جائے۔ اگر پتھالوجسٹ کی رپورٹ مثبت ہو تو حد کی بجائے تعزیری سزا دی جائے گی۔ "محض شراب کی قے کرنا موجب حد نہیں بلکہ اگر ثابت ہو جائے کہ ملزم نے جو قے کی تھی اس میں شراب کی بو تھی اور ملزم نشے کی حالت میں پکڑا گیا تھا یا دو گواہوں نے اس کے بارے میں شراب نوشی کی گواہی دی تو اس صورت میں قے 'قرینہ قاطعہ' کی حیثیت اختیار کرے گی اور اس پر حد جاری کی جائے گی"[11] حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں نشے میں مدہوش شخص کو پکڑا اور آپ نے اس کو قے کروائی۔ اور قے کا تجزیہ کروایا، اس میں شراب کی بو تھی تو آپ نے اس پر حد جاری کر دی۔[12] (2) قرآن پاک میں حد سرقہ یعنی چوری کی حد کا ذکر ہے اسکی سزا قطع ید ہے

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا"[13] "چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو"" اگرچہ محض قرائن کی بنیاد پر چوری کا جرم ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور نہ صرف ان کی بنیاد پر سرقے کی حد کا اجراء ہو سکتا ہے تاہم یہ ضروری امر ہے کہ قرائن سے شہادت کو تقویت ملتی ہے اور مجرم پر فرد جرم عائد کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس لئے شریعت میں قرائن قاطعہ کی بہت اہمیت ہے۔ اگر کسی سیف کو کھول کر اس میں سے رقم چرائی ہو اور ملزم کے ہاتھ کے نشانات FingerPrints سیف کے ہینڈل پر موجود ہوں اور ماہرین اس بات کی تصدیق کر دیں کہ وہ نشانات ملزم ہی کے ہیں تو ان نشانات کی حیثیت قرینے کی ہو گی"[14] "اگر ملزم کی آمد رفت مسروق عنہ کے جزر میں نہ ہو اور چوری کے واقع کے بعد ملزم کے بال جرز سے بر آمد ہوں اور پتھالوجسٹ تصدیق کر دیں کہ یہ بال ملزم ہی کے ہیں تو بالوں کی حیثیت قرینے کی ہو گی"[15]

مندرجہ بالا کی روسے ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اگر پتھالوجسٹ Finger Prints,Foot Prints اور بالوں سے ملزم کی شناخت کر دیں تو Court Evidence میں پتھالوجسٹ کی رپورٹ شہادت میں ثانوی درجہ رکھتی ہے۔

(3) حد زنا کا نفاذ اس وقت ہو گا جب تک چار بینی شاہد گواہی نہ دیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

"وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ"[16] "جو لوگ پاک دامن شخص پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں وہ چار گواہ لے کر آئیں"

---

[10] عودہ عبد القادر التشریع الجنائی۔ بیروت الاسلامی دار الکاتب المغربی۔ ج ۲، ۵۱۲

[11] عودہ عبد القادر التشریع الجنائی۔ بیروت الاسلامی دار الکاتب المغربی۔ ج ۲، ۵۱۳

[12] محمد رواس قلعہ جی، ڈاکٹر۔ فقہ عمر۔ مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی۔ لاہور: ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۰۲۔ ۲۴۸۔

[13] المائدہ: ۳۸

[14] ہاشمی سید محمد متین مولانا۔ اسلام کا قانون شہادت۔ لاہور۔ دیال سنگھ، ۱۹۹۸ء ص ۳۲۷

[15] ایضاً

[16] النور: ۴

اب اگر پتھالوجسٹ Blood Milk. Hair،Blood Stains ,Semen .Slaiva Uraine, Facial Matter . کے ذریعے ثابت کرے گا۔ کہ واقعی زنا سرزد ہوا ہے چاہے وہ زنا بالجبر ہو یا زنا بالرضا ہو اس پر حد کا نفاذ نہیں ہو گا۔ بلکہ تعزیری سزا ہو گی۔ اگر زنا کی صورت میں عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو ایک خون کا ٹیسٹ Beta H.C.G ہو گا جس سے پتہ چلے گا کہ عورت حاملہ ہے۔ اگر حاملہ ہے تو حمل کتنی دیر کا ہے۔ حدود وہ جرائم ہیں جو حق اللہ ہیں۔ کچھ حقوق وہ ہیں جن کی سزا شریعت نے متعین کی ہے"[17] چونکہ حد زنا کا نفاذ تب ممکن ہے جب چار عینی شاہد ہوں اس وجہ سے اس پر حد زنا لاگو نہیں ہو گی۔ بلکہ تعزیری سزا دی جائے گی۔ اور پتھالوجسٹ کی رپورٹ بنیادی ماخذ (Primry Source) تصور نہیں ہو گا بلکہ اس کی حیثیت ثانوی ماخذ (Secendry Source) کے طور پر ہو گی۔

اثبات نسب اور پتھالوجی:

اثبات نسب کیلئے عہد نبوی ﷺ عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مابعد قیافہ[18] سے کام لیا جاتا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إن هذه الأقدام بعضها من بعض"[19] "یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں" آج سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے بے شمار ایجادات ہوتی ہیں اسطرح کے میدان میں بھی بے شمار سائنسی ایجادات ہوتی ہیں آج اثبات نسب کیلئے قیافہ کے ساتھ DNA Test متعارف ہو چکا ہے[20] جدید میڈیکل سائنس میں اس کی یوں تعریف کی گئی ہے:

> "DNA or deoxyribonucleic acid is a long molecule that contains our unique genetic code. Like a recipe book it holds the instructions for making all the proteins in our bodie s[21]"

> "ڈی این اے یا ڈی آکسی رائیو نیوکلیک ایسڈ ایک لمبا سالمہ (مالیکیول) ہوتا ہے جو ہمارے مخصوص جنسی کوڈ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک نسخہ والی کتاب کی طرح یہ ہمارے جسم کے تمام لحمیات (پروٹین) بنانے کے لیے معلومات اور ہدایات رکھتے ہیں"

ڈی این اے ٹیسٹ کسی کی نسب شناسی اور نامعلوم نعشوں کے لئے اور Un-Composed Bodies کی شناخت کے لیے کیا جاتا ہے۔ پتھالوجسٹ حضرات کا دعوی ہے کہ ملین افراد میں کسی ایک دوسرے سے ڈی این اے ملنے کا چانس ہوتا ہے جبکہ اس وقت دنیا کی آبادی 4.5 ہزار ملین ہے۔ انسانی خلیے کے Cell میں ایک مکمل کارخانے کی طرح نظام چلتا ہے جس میں بیشمار چیزیں کیمیائی عمل سے گزر کر زندگی کو جاری وساری رکھتی ہیں۔ ہر خلیے میں ایک چھوٹی سی چوکور یا گول گیند ہوتی ہے جسے مرکزہ کہا جاتا ہے اور

---

[17] محمد احمد غازی، ڈاکٹر اسلامی سزاؤں کا تصور، ایک تقابلی مطالعہ کراچی: زوار اپلی کیشن ۲۰۱۱ء۔ ص ۱۴

[18] قیافہ سے مراد وہ علم جس سے انسان کے خدوخال وغیرہ سے اس کی عادتوں اور خصلتوں کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

[19] صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، كتاب الفرائض، باب القائف، حديث: 6771، ۸: ۱۵۷، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ھ

[20] روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد۔ بروز منگل، ۲۹ دسمبر ۲۰۱۴

[21] https://www.yourgenome.org/facts/what-is-dna, Retrieved at 10-03-2022, 2:05 A.M

یہی مرکزہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے جو پورے خلیہ کے کیمیائی عمل کو کنٹرول کرتا ہے، اگر اسے نکال دیا جائے تو باقی خلیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ مرکز میں دھاگہ نما ساختیں ہیں جنہیں کروموسوم کہا جاتا ہے اور ان میں جاندار کی نشو و نما، رنگ شکل اور عادات و خصوصیات وغیرہ سے متعلق تمام تفاصیل و معلومات درج ہوتی ہیں۔ ہر جاندار خلیہ کے اندر کروموسوم کی اپنی مخصوص تعداد کی تہہ ہوتی ہے۔ مثلاً انسان میں 46 مکھی میں 8، بلی میں 38، اور مرغی میں 78، کروموسوم ہوتے ہیں۔ جس طرح ہمارا گوشت ہڈیوں سے مل کر بنا ہوتا ہے اسی طرح می کروموسوم D.N.A نامی مادے سے بنے ہوتے ہیں جسے جینیاتی مادہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس مادے کی اہم خصوصیات یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر یہ اپنے ٹکڑے بنا سکتا ہے یعنی دو سے چار، چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ، D.N.A اے کے ہر متفرق ٹکڑے یا حصے کو جینGene کہا جاتا ہے اور ہر جاندار میں جس کی خصلت، شکل یا فعل کے جین ہوں گے وہ جاندار اسی خصلت اور فعل کی عکاسی کرے گا۔ مثلاً کسی کا قد چھوٹا یا لمبا ہے تو اس لیے کہ اس کے جینز میں بھی ایسی خصوصیت تھی کسی کے بال سرخ یا بھورے ہیں یا رنگت سرخ و سفید، گندمی یا انتہائی سیاہ ہے تو اس لیے کہ اس کے جینز کی خصوصیت بھی دی تھی۔ "ڈی این اے ایک خاص طریقے سے ہوتا ہے۔ اس کے لیے جسم کے مختلف حصوں کے اجزا لے کر کئی مراحل طے کیے جاتے ہیں۔ ڈی این اے بنیادی طور پر ڈبل ہوتے ہیں۔ پہلے انہیں ایک دوسرے سے الگ کیا جاتا ہے۔ انہیں چھوٹے چھوٹے اسٹینڈ میں لاتے ہیں فلٹر کیا جاتا ہے۔ ایک ایک جین نکالنا ہوتی ہے۔ بڑا طویل طریقہ کار ہے کئی دن کے بعد رزلٹ سامنے آتے ہے"[22]

اگر ڈی این اے ٹیسٹ طریقہ کار کے مطابق صحیح ہو تو غلطی کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ ڈی این اے ٹیسٹ کے بارے میں علم نہ رکھنے والے شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جس طرح والدین کے خون کے گروپ آپس میں نہیں ملتا اس طرح ڈی این اے ٹیسٹ کے نہ ملنے کا بھی امکان ہے۔ یہ سوائے بے علمی کے اور کچھ نہیں۔ خون میں تو ہو سکتا ہے کہ والدین کا گروپ پازیٹو ہو اور اولاد کا نیگٹو ہو مگر ڈی این اے ٹیسٹ میں ممکن ہی نہیں کہ ماں باپ اور اولاد میں یکسانیت ہو۔ ہر شخص کا ڈی این اے ایک دوسرے سے نہیں ملتا، بچوں کے ڈی این اے کچھ ماں سے ہوتے ہیں اور کچھ باپ سے یعنی ماں باپ دونوں سے ملتے ہیں۔ اس ٹیسٹ سے واقعاتی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ بچہ کن والدین کا ہے۔ ملین افراد میں کسی ایک دوسرے سے ڈی این اے ملنے کا چانس ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس وقت دنیا کی آبادی 4.5 ہزار ملین ہے۔ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فقہی سیمنار میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں اس میں بھی لکھتے ہیں کہ جس بچے کا نسب شرعی اصول کے مطابق ثابت ہو اس کے بارے میں ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے اشتباہ پیدا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ "اگر کسی بچے کے بارے میں چند دعوے دار ہوں اور کسی کے پاس واضح شرعی ثبوت نہ ہو تو ایسے بچے کا نسب ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے متعین کیا جا سکتا ہے"[23]

اثبات جرم میں پیتھالوجی کی شرعی و قانونی حیثیت:

پیتھالوجی شرعی اعتبار سے جائز بلکہ دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اس کے باوجود شریعت اسلامیہ میں اسے ثانوی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ سائنسی ایجادات میں سے ایک ہے اور اس میں غلطی کا امکان بہر حال موجود ہے۔ ذیل میں پیتھالوجی کی اثبات جرم میں استنادی حیثیت واضح کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ

---

[22] محمد شوکت شوکانی ڈاکٹر۔ اسلام اور جدید میڈیکل سائنس۔ ص ۱۱۶

[23] جدید فقہی مباحث، بحث و تحقیق اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، ۲۰:۱۵، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، گلشن اقبال کراچی، ۲۰۰۹ء

يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ"[24] اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو ہاں اگر دو مرد موجود نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہو جائیں" اس حکمِ ربانی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام میں گواہی کی اہمیت سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ حدود و تعزیرات کے تمام احکامات میں سب سے پہلے گواہ طلب کرنے کا حکم ہے۔ اور ایک فقہی قاعدہ ہے: "الحدود تدرء بالشبهات"[25] "شبہات کی بنا پر حدود ساقط ہو جاتی ہیں"۔ پتھالوجی سے حاصل ہونے والے نتائج چونکہ حتمی قرار نہیں دئے جاسکتے، اگرچہ کچھ فیصد ہی سہی لیکن ان میں غلطی کا امکان ہوتا ہے لہذا اس فقہی قاعدے کی رو سے اثبات جرم کی بنیاد پتھالوجی کو قرار نہیں دیا جاسکتا۔ عین ممکن ہے کہ ٹیسٹ لیب کی مشینری میں نقص پایا گیا ہو، یا معاملہ اجتماعی زیادتی کا ہو اور ایسی صورت میں کسی ایک پر حد کا نفاذ نہیں کیا جاسکتا۔ جائے واردات سے ملنے والے شواہد ممکن ہے حقیقی مجرم کے نہ ہوں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہوئے لیب رپورٹس میں ترامیم کی گئی ہوں۔ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے: "ولا يثبت الزنا بغير ذلك من الوسائل الحديثة، كالفحص الطبي أو التصوير بآلات التصوير والتسجيل، ولا يثبت بالفحص الكيميائي ولا غيره؛ لأن تلك الوسائل أمور محتملة، والإسلام قد جعل مبدأ درء الحدود بالشبهات كما جاء في الحديث: "ادرؤوا الحدود بالشبهات"[26] "زنا (گواہوں) کے علاوہ جدید وسائل سے ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ طبی معائنہ، ڈیجیٹل ذریعے سے تصویر یا رجسٹریشن کے ذریعے۔ اسی طرح کیمیائی معائنہ (لیبارٹری ٹیسٹ) اور نہ اس کے علاوہ سے ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان وسائل میں احتمالات پائے جاتے ہیں اور اسلام نے حدود کو شبہات سے ساقط کیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ادرؤوا الحدود بالشبہات (حدود کو شبہات سے ساقط کرو)" الفقہ المیسر میں ہے: "لا يصح إثبات جريمة الزنا بالتقرير للفاحص الكيميائي وتقرير إخصائي في بصمات الأصابع والشهادة الظرفية"[27] "زنا کے جرم کا ثبوت میڈیکل لیب رپورٹ، فنگر پرنٹ رپورٹ اور شہادۃ ظرفیہ (کسی شخص کو زانیہ کے گھر میں دیکھنے یا اس سے نکلتے دیکھنے) پر نہیں ہوتا" فنگر پرنٹ کے بارے میں لکھتے ہیں: "لا يعتمد على بصمات الأصابع في القصاص أو الحدود لما ورد من درء الحدود بالشبهات، ولكن يمكن الاستفادة من البصمات كأداة وقرينة لدى القاضي لدفع الجاني للاعتراف، فإن لم يعترف فإنه يمكن التعزير بناء على تلك القرينة بما يراه القاضي مناسبًا"[28] "حدود اور قصاص میں فنگر پرنٹ پر اعتماد نہیں کیا جائے گا کیونکہ حدیث مبارک میں ہے کہ حدود شبہات سے ختم ہو جاتے ہیں لیکن فنگر پرنٹ سے آلے اور قرینے کا کام لیا جاسکتا ہے کہ قاضی مجرم سے اعترافِ جرم کرا لے گا اس لیے کہ تعزیر اس بنا پر ممکن ہے اگر قاضی مناسب سمجھے" اسلامک فقہ اکیڈیمی انڈیا میں ڈی این اے کے متعلق سیمنار کا خلاصہ ذکر کرتے ہو لکھتے ہیں کہ: "جو جرائم موجب حد و قصاص ہیں ان کے ثبوت کے لیے منصوص طریقوں کی بجائے

---

[24] البقرہ: 282

[25] قواعد الفقہ، محمد عمیم الإحسان المجددي البرکتي، ص۷۶، قاعدة: ۱۱۱، الصدف پبلشرز، کراچی، ۱۹۸۶ء

[26] الفِقهُ المُيَسَّر، عَبد الله بن محمد الطيّار، أ. د. عبد الله بن محمّد المطلق، د. محمَّد بن إبراهيم الموسَى، ۱۳: ۷۳، مَدَارُ الوَطن للنَّشر، الرياض، المملكة العربية السعودية، ۲۰۱۱ء

[27] الفقہ المیسر، ۱۳: ۷۳

[28] الفقہ المیسر، ۱۳: ۸۷

ڈی این اے ٹیسٹ کا اعتبار نہیں ہو گا۔ حدود و قصاص کے علاوہ دوسرے جرائم کی تفتیش میں ڈی این اے ٹیسٹ سے مدد لی جاسکتی ہے اور قاضی ضرورت محسوس کرے تو اس پر مجبور بھی کر سکتا ہے"[29]

زنا کے بارے میں شریعت نے کہا ہے کہ یا تو چار گواہ ہوں یا خود زانی اعتراف جرم کر لے۔ ڈی این اے ٹیسٹ کے بارے میں دیکھنا یہ ہے کہ ٹیسٹ رپورٹ بذات خود گواہ ہے یا قائم مقام گواہی؟ طے کرنا ہے کہ ایک عورت صرف حاملہ ہونے کی وجہ سے بدکاری کی مرتکب قرار دی جاسکتی ہے۔ ہم ٹیسٹ رپورٹ کو اصلی شہادت سمجھیں یا قائم شہادت ہے۔ قائم مقام شہادت میں کورٹ کی مرضی ہے وہ چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ اسلام نے چار گواہوں کی وجہ سے سزا دی ہے یا اعتراف جرم کی وجہ سے۔ عہد نبوت میں یہ ٹیسٹ نہیں تھا لیکن فراست اتنی تھی کہ اس سے فیصلے کیے جاتے تھے۔ اگر عدالت ڈی این اے ٹیسٹ کو اوریجنل شہادت قرار دے تو ملزم پر اور عورت پر حد لگے گی۔ قائم مقام شہادت سمجھ لے تو پھر لعان ہو گا۔ ڈی این اے ٹیسٹ کی وجہ سے حد نہیں لگ سکتی۔ یہ صرف ایک ثبوت ہے ٹیسٹ رپورٹ کی وجہ سے عدالت میں جو کیس ہے اس میں اب صرف لعان کی صورت ہے۔ اگر مرد لعان سے انکار کرتا ہے تو اس پر قذف کی حد لگے گی۔ لعان کی صورت میں اولا و صرف ماں کی وراثت ہو گی باپ کی نہیں۔ اور نہ کسی کو زانی کہہ سکتے ہیں۔ جو زانی کہے گا اس پر قذف کی حد لگے گی۔ اگر کوئی ٹیسٹ کی وجہ سے بچی کو اپنانے سے انکار کرتا ہے تو وہ لعان کرے اور کوئی راستہ نہیں۔ لعان ایک قانونی حل ہے صرف نسب و وراثت کا کہ یہ صرف ماں کا ہے۔ لعان حد نہیں ہوتی، حد صرف اس وقت لگے گی جب عورت قسمیں کھانے سے انکار کر دے۔

سیدہ سودہؓ کے باپ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا جس کی ولدیت کا دعوی سیدنا سعد بن وقاصؓ کے بھائی عقبہ سے مشابہت کی وجہ سے سیدہ سودہؓ کو اس سے پردے کا حکم دیا لیکن اس مشابہت کے باوجود نطفے کا اعتبار نہیں کیا۔ ہر جگہ نطفے کا اعتبار ضروری نہیں بلکہ حمل والی عورت ہی حقیقی ماں ہوتی ہے۔ یہی معاملہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی والی ماں کا ہے یعنی نطفہ باہر کا ثابت شدہ ہے لیکن ماں وہی ہے جس نے جنم دیا۔ ڈی این اے کی وجہ سے حد جاری نہیں کی جاسکتی کیوں کہ چار گواہ موجود نہیں۔ ڈی این اے ثانوی شہادت ہے جب تک لعان نہ ہو اولاد کو میراث سے محروم نہیں کیا جاسکتا، ڈی این اے اکیلا بینہ یعنی شہادت کا ثبوت نہیں جب تک پوری صورتحال سامنے نہ ہو، ثانوی شہادت تائید تو کر سکتی ہے مگر صرف اس کی وجہ سے حد جاری نہیں ہو سکتی۔

مالکی جنبلی اور شافعی فقہ میں اگر خاوند مغرب میں ہو بیوی مشرق میں اور دونوں کے ملنے کا امکان نہ تو پیدا ہونے والی اولاد حلال نہیں ہو گی جبکہ فقہ حنفی میں خواہ امکان نہ ہو لیکن عقلاً ملنے کا امکان ہو تو اولاد حلال ہو گی، بہر حال اگر کوئی شخص محض ڈی این اے ٹیسٹ کی وجہ سے اپنی بیوی پر حرام کاری کا الزام لگاتا ہے اور اپنی اولاد کو کسی اور کا سمجھتا ہے تو صرف اس ٹیسٹ کی وجہ سے بیوی پر حد نہیں لگوا سکتا اور نہ ہی اولاد کو وراثت سے محروم کیا جائے گا۔ لعان کی صورت میں اولاد صرف ماں کی وراثت ہو گی باپ کی نہیں۔[30]

"اسلامی نظریاتی کونسل نے RAPE CASES میں D.N.A TEST کو ثانوی شہادت کے طور تسلیم کیا ہے"[31] اسلامی نظریاتی کونسل نے 18، 19 ستمبر 2013 میں اپنے منعقدہ اجلاس میں ریپ کیسز کے لیے ڈی این اے کو ثانوی شہادت پیش کیا ہے۔ مسلم

---

[29] جدید فقہی مباحث، بحث و تحقیق اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، ۲۰: ۱۵، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، گلشن اقبال کراچی، ۲۰۰۹ء

[30] الفقہ الاسلامی وادلتہ، الدکتور وھبۃ الزحیلی، ۶: ۷۷ ۵، مکتبہ الرشیدیہ، کوئٹہ، س۔ن

[31] روزنامہ پاکستان، 28 اکتوبر 2013

ورلڈ لیگ رابطہ عالم اسلامی مکہ کے ذیلی شعبے مجمع فقہی اسلامی نے فقہاء، ڈاکٹر زاور سپیشلسٹ کے تحقیق سے استفادے کے بعد جو جو2002 میں پیش کیاوہ یہ ہے: "اول شرعی طور پر جرائم کی تحقیق میں ڈی این اے ٹیسٹ پر اعتبار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اسے اثبات جرائم کے وسیلے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ماسوائے حد شرعی اور قصاص کے "[32]

میڈیکل رپورٹ کی عدالتی حیثیت:

ڈاکٹری رپورٹ میں عدالت کا تعاون مقصود ہوتا ہے کہ بعض کیسوں کی نوعیت اور حقیقت کے لیے ڈاکٹر اپنی فنی اور تکنیکی مہارت سے عدالت کو کیس کے بعض پہلوؤں کے متعلق آگاہ کرتا ہے خصوصا زنا قبل لڑائی جھگڑا، اورز ہر خورانی کے واقعات میں مثال کے طور پر زنا بالجبر کا کیس آتا ہے جس میں مدعیہ دعوی دائر کرتی ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ جرا برے فعل کا ارتکاب کیا ہے جبکہ مدعاعلیہ مذکورہ واقعہ سے عدالت میں انکار کرتا ہے تو ایسی صورت میں مدعیہ کے پاس شہادت بھی کوئی نہیں۔ اس سلسلہ میں عدالت ڈاکٹری رپورٹ سے مدد لیتی ہے کہ کیا مدعیہ کا دعوی درست ہے جس میں ڈاکٹر اپنی فنی مہارت ظنی قرائن اور ضمنی علامات سے متعلقہ مرد وزن کا میڈیکل تجزیہ کرے گا کہ کیا واقعاہی زنا بالجبر ہوا ہے۔ جس میں مزاحمت کے وقت عورت کے جسم پر تشدد کے دیگر نشانات بھی موجود ہیں اور باہم گتھم گتا ہوتے وقت عورت یا مرد کے کپڑے بھی پھٹے میں اگر پھٹے ہیں؟ تو کس طرح سے؟ کیا عورت کے ہاتھ باندھے گئے تھے ان پر کوئی نشانات موجود ہیں؟ اس طرح کیا عورت کو بے ہوش کیا گیا تھا؟ تو کونسی چیز بے ہوشی کے لیے استعمال ہوئی؟ اگر ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں ہے تو کیا ڈرا دھمکا کر یہ کام کیا گیا جس میں عورت شدید پریشانی کا شکار ہو کر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی ہے وغیرہ حتیٰ کے چوری کے مقدمات میں چور کے Finger Prints & Foot لئے جاتے ہیں۔ اور اسطرح مجرم تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ اس طرح کے کیس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ موقع کا گواہ کوئی نہیں ہے لیکن عورت نے جناب یوسفؑ کے خلاف الزام باطل لگا دیا تھا۔

"وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ"[33]

جب عزیز مصر کی بیوی یوسف کو لے کر محل کے اندر چلی گئی تو اس نے محل کے تمام دروازے بند کر لیے اور جناب یوسف کو دعوت گناہ دینے لگی، یوسف نے انکار کر دیا اور اپنے دامن کو گناہ سے بچانے کے لیے سرپٹ باہر کو دوڑ پڑے۔ عزیز مصر کی بیوی نے یوسف کو پکڑنے کے لیے پیچھے دوڑ لگادی جس کے نتیجے میں جناب یوسف کی پیچھے سے قمیص بھی پھٹ گئی۔ جب یہ دونوں اچانک محل سے باہر نکلے تو عزیز مصر دروازے پر موجود تھا۔ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے خاوند کو دیکھتے ہوئے جھٹ سے یوسف پر الزام عائد کر دیا کہ یہ تو میرے ساتھ برائی کرنے والا تھا، میں تو بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگی ہوں، اس نے اپنے خاوند کو یوسف کے متعلق بہت اکسایا اور خود بڑی بھلی مانس بن گئی، اب یوسف پریشان کہ کیا بنے؟ عورت ذات ہے بادشاہ نے دیکھ بھی خود لیا ہے جبکہ معاملہ بالکل برعکس ہے کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوا باہر بھاگا تھا تو یہ کیا بن گیا۔ اب عزیز مصر کا ذاتی معاملہ تھا، معاملہ طول پکڑ گیا،

---

[32] روزنامہ پاکستان، 28 اکتوبر 2013

[33] یوسف: 25 تا 28

عورت الزام پر مصر ہے جبکہ یوسف انکار کر رہے ہیں معاملہ اہل تحقیق تک پہنچا تو ایک سنجیدہ اور سیانے آدمی نے مسئلے کا حل پیش کیا جس کو فریقین نے تسلیم کر لیا کہ دیکھ لیا جائے کہ اگر یوسف کی قمیض آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی ہے۔ کیونکہ عورت نے لامحالہ اپنا دفاع کرتے ہوئے اس کی قمیض پیچھے سے پٹی ہوئی ہے تو یوسف سچے ہیں کیونکہ اپنا آپ بچا کر بھاگتے ہوئے اس عورت نے یوسف کی قمیض پیچھے سے پھاڑ دی ہے تو یہ عورت جھوٹی ہے۔ یہ صرف خاوند کی ناراضگی سے بچنے کے لیے یوسف پر الزام لگا رہی ہے۔ دیکھا گیا تو قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی لہذا عزیز مصر نے بھی اپنی بیوی کا قصور نکالا اور اسے توبہ کرنے کی تلقین کی یوسف سے کہا کہ یوسف تو اسے فراموش کر دے۔ اسی طرح لڑائی جھگڑے میں جھوٹے کیس کا عام رواج ہو چکا ہے کہ کسی کو خود بلیڈ وغیرہ سے زخمی کیا اور ڈاکٹری نتیجہ لے کر پرچہ درج کروا دیا۔ اب ڈاکٹر دیکھے گا کہ لگنے والا کٹ اور زخم کس چیز کا ہے؟ خود لگایا گیا ہے یا مدعا علیہ نے لگایا ہے؟ کیونکہ اگر خود لگایا ہے تو بڑی مناسب جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ زخم بڑے مناسب طریقے سے لگایا جاتا ہے۔ خود لگایا ہے تو سامنے والے حصے پر ہو گا۔ اگر لڑائی میں فریق مخالف نے لگایا ہے تو زخم کٹا پھٹا بے دردی سے اور قتل کے ارادے سے لگایا گیا ہو گا۔ سر یا جسم کی پچھلی جانب کے جہاں مضروب کا اپنا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا وغیرہ وغیرہ۔[34]

پتھالوجی کی استنادی حیثیت

حدود کے مقدمات اور پتھالوجی:

2014ء میں سول ہسپتال فیصل آباد میں مرد و عورت کے 4172 کیسز آئے تھے۔ زیادہ تر ان میں ریپ کیسز تھے۔ اس کے بعد نشہ آور، زہر کھانے کے کیسز شامل ہیں۔ دیگر حدود اور حدود زنا کے ثبوت کے لیے بالخصوص کے مطابق 4 گواہ ضروری میں حدود کے مقدمات حد زنا میں پتھالوجی کی شرعی حیثیت مندرجہ بالا علماء کے فتاوی اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پتھالوجسٹ کی رپورٹ ثانوی حیثیت کی اسکو ہم SECONDARY EVIDANCE کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ پتھالوجسٹ کی رپورٹ پر حد نافذ نہیں ہو گی بلکہ تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح نسب شناسی کے مقدمات میں بھی D.NA TEST کی رپورٹ شہادت کا ثانوی ماخذ ہے۔ حد زنا میں پتھالوجسٹ کی رپورٹ پر ڈی این اے پر حد زنا لاگو نہیں ہو گی بلکہ تعزیری سزا جا سکتی ہے۔

قصاص و دیت کے مقدمات اور پتھالوجی:

یہ سزا کی دوسری قسم ہے۔ قصاص سے مراد خون کا بدلہ لینا ہے قصاص کے یہ معنی عام طور پر لیے جاتے ہیں یعنی قتل کا بدلہ لینا ہے۔ لیکن قصاص میں وہ تمام سزائیں بھی شامل ہیں جو کسی کو جسمانی طور پر زخمی کرنے پر مجرم کو دی جاتی ہیں۔ قصاص میں وہ تمام سزائیں شامل ہیں جو کسی کو جسمانی طور پر زخمی کرنے پر مجرم کو دی جاتی ہے۔ مراد یہ کہ مجرم کی طرف سے جب بھی منظر کو اراداتاً ضرر پہنچایا جائے تو قصاص ثابت ہے چاہے اس ضرر سے متضرر کی ہلاکت ہو جائے یا اس کے کسی عضو کا اختلاف ہو جائے اور چاہے عضو کی صلاحیت کا اتلاف ہو جائے۔[35] اللہ تعالی نے قتل کے قصاص و دیت کے متعلق قرآن پاک میں آیات نازل فرمائی ہیں: **"كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰي ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ**

---

[34] محمد شوکت شوکانی، ڈاکٹر۔ اسلام اور جدید میڈیکل سائنس۔ ص 127

[35] عودہ، عبد القادر، التشریع الجنائی الاسلامی، مترجم ساجد الرحمن کاندھلوی، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، ج ا، ص ۹۵

ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"[36] "تمہارے لیے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت سے قصاص لیا جائے گا۔ہاں اگر کسی قاتل کے ساتھ اسکا بھائی کچھ نرمی کرنے کے لیے تیار ہو تو معروف طریقے کے مطابق خون بہا کا تصیفہ ہونا چاہیے ۔اور قاتل کو لازم ہے کہ راستی کے ساتھ خون بہا ادا کرے میں تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے اس پر جو زیادتی کرے اسکے لیے دردناک سزا۔ عقل والوں تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔قصاص کی دوسری شکل اتلاف عضویا اتلاف صلاحیت عضو کی صورت ہے۔ایسی حالت میں مجرم کو اتنی ہی سزادی جائے گی جتنی اس نے متفرر کو دی ہو"

قصاص ودیت کے معاملات مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو زہر دے کر قتل کرتا ہے تو مقتول کے ورثا مقتول کے خون کا کیمیائی تجزیہ کروکریں اور اگر کسی کا قتل زہر دے کر کیا گیا ہے تو مقتول کے ورثا قاتل کو قرار واقع سزا دلوا سکتے ہیں۔"قصاص حق العبد ہے"[37] قصاص ودیت کے مقدمات میں بھی پتھالوجسٹ کی رپورٹ Court Evidence میں ثانوی شہادت ہے ۔اور پالوجسٹ کی رپورٹ عدالت میں قاضی کے فیصلے میں معاون ثابت ہو گی۔

وجوہاتِ اموات اور پتھالوجی:

اثبات جرم میں بعض دفعہ موت کی وجہ معلوم کرنے کے لئے خون کا کیمیائی تجزیہ کروایا جاتا ہے۔مثلاً

1. خون میں زہر کا شامل ہونا
2. شراب نوشی کی زیادتی
3. خواب آور گولیوں کا استعمال

اگر ان میں سے کوئی بھی وجہ ہو تو Court Evidence کے لیے Pathalogist کی رپورٹ ثانوی شہادت ہے۔

تعزیری جرائم:

دیگر تحریری جرائم مثلاً نشہ کی صورت میں پتھالوجسٹ کی رپورٹ پر تعزیری سزادی جاسکتی ہے۔

قبر کشائی اور پتھالوجی:

بعض دفعہ نعش کی شناخت کے لئے اور موت کی وجہ تلاش کرنے کے لئے قبر کشائی کی جاتی ہے۔تو پتھالوجسٹ قبر میں سے مردے کے۔جسمانی اجزاء کا کیمیائی تجزیہ کر کے لاش کی شناخت یا موت کی وجہ تلاش کر سکتے ہیں۔نیز یہ بھی معلوم کرتے ہیں کہ یہ لاش عورت کی ہے یا مرد کی، بچے کی ہے یا جانور کی۔تو Court Evidence کے لیے Pathalogist کی رپورٹ ثانوی شہادت ہے۔

پتھالوجی کی شرعی حیثیت کا تعین:

مندرجہ بالا شرعی نصوص و علماء کی راہ اور اسلامی نظریاتی کونسل کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دیگر حدود اور حد زنا کے مقدمات اور طرح قصاص و دیت کے مقدمات میں پتھالوجسٹ کی رپورٹ شہادت کا ثانوی ماخذ ہے۔ اوران مقدمات پر تعزیری سزا کا اجراء ہو سکتا ہے۔

---

[36] البقرہ:179،178

[37] محمد شفیع مفتی مولانا تفسیر معارف القرآن کراچی: مکتبہ معارف القرآن ۱۹۸۹ء۔ج ۳، ص ۱۵۷۔

خلاصۂ بحث

اسلامی معاشرے میں سب سے بڑا قاضی خود انسان کا اپنا ضمیر ہے جو بہت سے معاملات کا درست فیصلہ خود کرتا ہے۔ معاہدہ کی کسی شق کی تعبیر میں فریقین کے درمیان اختلاف رائے بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں قاضی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قاضی کے سامنے دونوں فریق اپنا معاملہ تمام حقائق کے ساتھ ٹھیک ٹھیک طریقے سے بیان کی ضرورت کر دیتے ہیں جس کے بعد قاضی اپنے ایمان علم اور بصیرت کے مطابق کر دیتا ہے۔ یہ دونوں صورتیں بہت سادہ سہل اور عام فہم ہیں لیکن عدل ہی کے ضمن میں ایک تیسری صورت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب فریقین میں سے کوئی ایک یا دونوں ضد، عداوت، ہٹ دھرمی اور بدنیتی کے ساتھ قاضی کے سامنے معاملہ لے جائیں، حقائق چھپائیں، توڑ مروڑ کر پیش کریں، مبالغہ آرائی کریں، واقعات میں رنگ آمیزی کریں یا جذباتی فضا پیدا کریں۔ ان حالات میں ضروری ہے ہو جاتا ہے کہ فریقین کے علاوہ تیسرے عنصر کو بھی شامل مقدمہ کیا جائے تاکہ قاضی کے لیے فیصلہ کرنا آسان ہو۔ تیسرا فریق گواہ کہلاتا ہے۔ گواہ کی ضرورت دوسری صورت میں بھی پیش آسکتی ہے جہاں فریقین کے درمیان تعبیر میں فرق کی وجہ سے اختلاف رائے پیدا ہو جاتا ہے۔ تاہم تیسری صورت میں تو گواہ بہت اہم ہے اور تمام مقدمے کا دارومدار گواہ کے بیان پر ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اثبات جرم میں گواہی کی از حد اہمیت ہے جس کے لیے باقاعدہ احکام نازل کیے گئے۔ چوتھی صورت قرائن ہے جس کے ذریعے مقدمہ کا فیصلہ کرنا ثابت ہے۔ حدود و تعزیرات کے احکام اس طرح مرتب کیے گئے ہیں کہ وہ بیک وقت جہاں مجرمین کو سزا دینے کا مقصد پورا کرتے ہیں وہاں وہ معاشرے کی پاکیزگی طہارت اور اس کے تقدس کا بھی تحفظ کرتے ہیں۔ وہاں وہ مسلم خواتین کی عزت وآبرو تحفظ بھی کرتے ہیں لوگوں کے جان و مال کا تحفظ بھی کرتے ہیں، معاشرے کے اسلامی آداب اور اخلاق کی حفاظت کا عمل بھی سرانجام دیتے ہیں یہ ساری چیز میں یہ ایک وقت ہوتی ہیں۔

تجاویز و آراء

معاشرہ میں جرائم کی روک تھام اور پتھالوجی کی قانونی حیثیت کے حوالہ سے درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. پیشہ ور مجرموں اور اشتہاری مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔
2. پیشہ ور گواہوں کا اعتبار نہ کیا جائے۔
3. غیر قانونی ذرائع کا استعمال کرنے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔
4. عدالتی نظام کو مستحکم بناتے ہوئے انصاف کی فی الفور فراہمی یقینی بنائی جائے۔
5. پتھالوجی کی قانونی حیثیت کو اسوقت قبول کیا جائے جب اسکی معاونت کرتے ہوئے گواہ اور دلائل و براہین پائے جائیں۔

بیان کردہ تجاویز و آراء کی روشنی میں بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہا ثبات جرم میں جدید شہادتی ذرائع، مثلاً ریڈیالوجی، پتھالوجی اور فرانزک میڈیسن کی رپورٹ عدالت میں ثانوی شہادت ہے۔